پاکستانیت-نظری وفکری مباحث

اسما امانت

ABSTRACT:

The term "Pakistanism" (Pakistaniyat) is directly related to the establishment of Pakistan. This term is so multidimensional that even today we can see the efforts of determining its denotations and discovering its connotations. To define Pakistanism is difficult without the definition of culture with reference to the debates on Pakistani thought and ideology. Culture comprises a people's customs and traditions which differentiate them from others. The ideological debate on Pakistanism seeks the answers to the questions as whether Pakistani culture is Islamic or Indian or an amalgam of both or none of them. This culture no doubt represents a combination of Islam and geographic distribution that we call Indo-Islamic culture. The ingredients of Pakistanism i.e. doctrine, geography, history, language, literature, arts and social and ritual elements are discussed in the philosophical debates on Pakistanism. In short, Pakistanism means considering the existence of Pakistan and feeling the duty of its defense and other responsibilities.

دنیا میں ان گنت اقوام ہیں اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر ہر قوم کی اپنی تہذیب، روایات، تاریخ، جغرافیہ اور ثقافت ہوتی تو ان اقوام کو ایک دوسرے سے ممیّز کرنا خاصا دشوار ہوتا۔ کلچر یا ثقافت کے بارے میں ایک عمومی خیال یہ ہے کہ یہ مذہب پر استوار ہوتی ہے۔ یعنی یہ کہ ثقافت کے بنیادی ستون مذاہب کی عطا ہوتے ہیں۔ غالباً اسی لیے قومیں اپنی ثقافتوں کے لیے خاصی جذباتی بھی ہوتی ہیں۔ یہی وہ جذباتی وابستگی ہے جو قومی احساس تفاخر یا وطنیت و قومیت جیسے جذبات کی پرورش کرتی ہے۔ ہر قوم اپنی ثقافت، جغرافیے اور وطن سے عقیدت کی حد تک لگاؤ رکھتی ہے

اور اس کے تحفظ و بقا کے لیے کٹ مرنے کے لیے تیار رہتی ہے۔ یہ فطری بات ہے کہ ایک قوم کا تہذیبی و ثقافتی مزاج دوسری قوم سے مختلف ہوتا ہے۔ دوسری طرف قوموں کا مذہب ایک ہی کیوں نہ ہومگر یہ اپنے ثقافتی مزاج کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں۔ مذہب تہذیب کا بنیادی عنصر تو ہے مگر ثقافت کی تشکیل میں مذہب کے علاوہ بھی کچھ عناصر کارفرما ہوتے ہیں۔ ان عناصر میں خطہ، زبان، رنگ، نسل، جغرافیائی حدود، روایات اور تاریخ وغیرہ کا شمار کیا جا سکتا ہے۔ یہ تمام عناصر قوموں کا تہذیبی و ثقافتی مزاج مرتب کرنے میں خاصے اہم تصور کیے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے کچھ قومیں بہ ظاہر اپنا وجود گنوا دینے کے باوجود ذہنِ انسانی میں آج بھی زندہ ہیں۔

پاکستان میں بسنے والے افراد بھی اپنی جداگانہ قومیت رکھتے ہیں۔ان کا اپنا ایک منفرد کلچر ہے جو ان کی مذہبی وتہذیبی روایات، تاریخ اور جغرافیے سے ترتیب پاتا ہے۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور ایک مخصوص نظریے پر استوار ہونے کے باعث اس قوم کی نظریاتی بنیادیں اس کے مخصوص مزاج میں کارفرما نظر آتی ہیں۔ پاکستانیت کا مخصوص مزاج بنیادی طور پر اسلام، تاریخ اور خاص جغرافیے کے تال میل سے متشکل ہوتا نظر آتا ہے۔ خصوصاً پہلے دو عناصر یعنی اسلام اور تاریخ کی بنیاد پر ہی تیسرے عنصر یعنی جغرافیائی حد بندی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ چناں چہ متذکرہ تینوں عناصر پاکستانیت کے کلیدی عناصر ہیں۔ زیادہ گہرائی میں جا کر دیکھا جائے تو پاکستانیت کے مزید پہلو سامنے آتے ہیں جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے اسلام، تاریخ اور جغرافیے ہی سے اخذ کیے گئے ہیں۔ ان میں توحید، انسانی مساوات، معاشرتی عدل و انصاف اور یہاں کی ثقافت وتمدن خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ پھر علاقائی ثقافتیں بھی ہیں جو اپنے اپنے انداز میں پاکستان کی قومی ثقافت کو تکمیلیت بخشنے کا باعث بنی ہیں۔

پاکستانیت کی بحث سے قبل اگر اختصار کے ساتھ کلچر، ثقافت کی روح کو دریافت کرنے کی کوشش کی جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ کلچر، تمدن، تہذیب اور سولائزیشن جیسے الفاظ سے عموماً یہ مراد لی جاتی ہے کہ قوموں کی طرز بود و باش کیا ہوسکتی ہے یا ان کے خدوخال مختلف زمانوں میں کس حد تک مختلف رہے اور موجودہ صورت تک کیسے پہنچے۔ کلچر ہماری زندگی کا جس قدر اہم جزو ہے اسی قدر مبہم بھی ہے۔ ڈاکٹر احسن فاروقی کا اپنے مضمون ''کلچر۔ایک ارتقا'' میں موقف ہے کہ آج سے قریب سو سال پہلے ۱۸۶۹ء میں میتھیو آرنلڈ نے کلچر کا لفظ استعمال کیا تھا۔ اس کے نزدیک کلچر Study of perfection (کمال کا مطالعہ) تھا۔(۱) Culture and anarchy کے دیباچے میں وہ لکھتا ہے:

> "Culture , which is the study of perfection leads us -----
> to concieve of true human perfection as a harmonious
> perfection developing all sides of our humanity ,
> developing all parts of our humanity"(2)

لغوی اعتبار سے ثقافت عربی کے سہ حرفی مادے ''ثقف'' سے ماخوذ ہے۔ ''ثقف: ۱۔ذہین و ہشیار ہونا، دانش مند و زیرک ہونا،۲۔مہذی ہونا، جب کے ثقف الشئی سے مراد تیر یا کسی شے کی ٹیڑھ دور کرنا سیدھا کرنا ہے(۳) تیر کو

آگ میں تپا کر سیدھا کرنے کو تثقیف کہتے ہیں۔(۴)الثقاف سے مراد جھگڑا اور نیزوں کو سیدھا کرنے کے اوزار ہیں۔(۵) گویا ثقف میں دانائی، زیرکی اور کسی مخفی بات کو بھانپ لینے کے مفاہیم زمانہ قدیم سے ہی ملتے ہیں۔دیگر معروف لغات میں کلچر کے جو مفاہیم بتائے گئے ہیں وہ درج ذیل ہیں: ''کلچر تہذیب و ترقی، ایک طرز تمدن''، (۶) ''کلچر: ثقافت، تہذیب و ترقی، ایک طرز کی تہذیب، انسان کی اجتماعی زندگی میں ایک خاص طرح کا نظم و ضبط'' (۷)جب کہ لفظ کلچر لاطینی زبان کے لفظ'' کلٹ''''cult'' سے نے اخذ کیا گیا ہے۔جس سے مراد

> "A religious group worship a particular saint or performs particular rituals espacially in their beliefes and behaviour are considered strong , un- natural or harmful" (8)

اس لفظ کی مزید صراحت ڈکٹر احسن فاروقی یوں کرتے ہیں''کلٹ ایک محدود قسم کا نظام ہوتا ہے جو ایک مقام یا علاقہ کے دیوتا کو اپنا مان کر اس سے مختلف قسم کی رسمیں وابستہ کر کے مختلف سماجی، اخلاقی عوامل اور رہن سہن کے طریقے وضع کرتا تھا۔'' (۹) گویا کلچر کو ہم کل بھی آج کی طرح ایک تمدن کو دوسرے تمدن سے ممیّز کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔اردو لغت تاریخی اصول پر میں کلچر کو''کسی گروہ کے عادات و اخلاق ،عقاید وعلوم و فنون اور ان کے رہن سہن کے طریق اور رسم و رواج'' سے تعبیر کرتے ہیں۔(۱۰) جب کہ قومی انگریزی اردو لغت میں بھی کلچر کے کم و بیش یہی مفاہیم قدرے وضاحت سے مندرج ہیں:

> ''ثقافت ،تہذیب، کلچر ،کاشت، گروہ یا فرد کی اکتسابی اہلیت یا قابلیت جس کے ذریعے وہ عام طور پر مسلمہ جمالیاتی اور ذہنی ذوق کی شناخت اور تحسین کر سکتا ہے۔تہذیب کا جمالیاتی و ذہنی حاصل، کسی قوم یا عہد کے حوالے سے تہذیب کا ایک خاص ارتقائی درجہ یا حالت''(۱۱)

ایک ثقافت کو دوسری ثقافت سے ممیّز کرنے کے علاوہ کلچر کا جمالیاتی پہلو بھی اہم ہے کہ''ثقافت اس اعتبار سے قوم کی شناخت بھی ہے کہ اس قوم کی جمالیات کے کتنے رخ ہیں اور وہ کس نوع کی صداقتوں کو بیان کرتے ہیں''(۱۲) گویا زندہ کلچر افراد کی تربیت و اصلاح کے ساتھ جمالیاتی پہلو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ ***Webster Dictionary of English Language*** میں کلچر کا یہ پہلو مذکور ہے ۔ وہ اسے "The training and development of mind , the refinement of taste and manners"(13) کا منصب و مدعا بھی سونپتے ہیں۔

تہذیب یا سولائزیشن کو بھی ثقافت اور کلچر کا مترادف خیال کیا جاتا ہے۔تہذیب عربی زبان کا لفظ ہے اس کے لغوی مفاہیم کسی درخت یا پودے کو کو کاٹنا، چھانٹنا ، تراشنا کے ہیں۔ فرہنگ آصفیہ میں''تہذیب: ا۔آراستگی، صفائی، پاکی ، درستی ، اصلاح ،۲۔شائستگی ،خوش اخلاقی ، اہلیت ، لیاقت ،آدمیت،تربیت، انسانیت ،شرافت ،تہذیب یافتہ ،مہذب ،تربیت یافتہ، مؤدب ،شائستہ ،تعلیم یافتہ''(۱۴) کے مفاہیم درج ہیں۔لغوی مفاہیم کے ساتھ

تہذیب کے اصطلاحی معنی بھی قابلِ غور ہیں۔Collins Cobuild Language Dictionary میں اس اصطلاح کی صراحت یوں کی گئی ہے:

"1- A civilization is a human society which has its own highly developed orgnization ,culture and a way of life wcich makes industinct from other societies.

2- you can use civilzation to refer to all socities on the world as whole.

3- The state of having high level of life a place where you can enjoy the comforts that you consider to be nesessary.

4- You can also use civilization to refer the quality of being well educated, polite and cultured that a person a group of people have." (15)

یوں تو کلچر، ثقافت، تہذیب اور تمدن کو ایک دوسرے کے مترادفات خیال کیا جاتا ہے مگر ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کے نزدیک ''مدن سے مراد شہر لی جاتی ہے۔اس سے مدنیت اور شہریت بھی مراد لی جاتی ہے اسی طرح سے Civilazation کا مادہ بھی سویٹاس ہے ،سویٹاس سے مراد شہر ہے۔گویا تمدن بھی سولائزیشن ہی کی طرح وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں لوگ شہروں میں رہنے لگتے ہیں۔(۱۶) گویا کلچر ایک وسیع اصطلاح ہے اور کلچر میں ''یکساں طرزِ عمل''ہی اس کا بنیادی وصف ہے۔محض دو لوگ مل کر ایک کلچر تخلیق نہیں کر سکتے۔کلچر کو مختلف ناقدین نے اپنے طور پر بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کے خیال میں ''کلچر کسی قوم کی حسین اور تربیت یافتہ عادتوں کو کہتے ہیں جن میں قانون کا جبر شامل نہیں ہوتا''(۱۷) جب کہ ڈاکٹر جمیل جالبی کے خیال میں بھی کلچر وہ مشترک خصوصیات ہیں جو معاشروں کو ایک دوسرے سے ممیّز کرتی ہیں۔(۱۸) گویا کلچر ایک ایسی سرگرمی ہے جسے قوم کے افراد اپنی خوشی و رضا سے خود کو دوسری اقوام سے ممیّز کرنے کے لیے اپناتے ہیں۔کلچر کی تفہیم میں ان عناصر کا تذکرہ کرنا بھی ضروری ہے جو کلچر کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔یہ عناصر درج ذیل ہیں۔

ا۔ عقیدہ

ب۔ تاریخ

ج۔ جغرافیہ

د۔ زبان وادب وفنون

ہ۔ رسومیاتی وسماجی عناصر

واضح رہے کہ کم وبیش تمام ناقدین کا اتفاق ہے کہ''ہر ثقافت کو مذہب، تاریخ اور جغرافیہ نمو بخشتا ہے''(۱۹)جب

کہ دیگر دو عناصر مطالعے کے بعد اخذ کیے گئے ہیں۔ان میں سب سے اہم عقیدہ ہے اور کلچر اپنے بنیادی خدوخال اسی عقیدے سے اخذ کرتا ہے۔مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ''کسی معاشرے میں کسی ایک مذہب کا رواج کلچر کی نشوونما میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے لیکن بہت کچھ ہوتے ہوئے بھی سب کچھ نہیں ہے''(۲۰) تاریخ کلچر کا دوسرا تشکیلی عنصر ہے۔تاریخ سے مراد یہ ہے کہ کسی مخصوص قوم کی جڑیں وقت میں یا زمانے میں کتنی گہری ہیں۔اس سے مراد ماضی کی روداد بھی ہے۔تاریخ کی بھی مزید جہات ہیں کہ یہ اقوام کے عقیدوں کی بھی ہوتی ہے اور تہذیبوں کی بھی ،خطوں کی بھی ہوتی ہے جن میں اقوام بستی ہیں۔ یہ بھی اہم عنصر ہے کہ قدامت باعثِ فخر ہوا کرتی ہے اور اقوام اپنی تاریخ کے بل بوتے پر ہی خود کو دنیا میں متعارف کرواتی ہیں۔''ہر قوم خود تصور کرتی ہے اور خود فیصلہ کرتی ہے کہ اس کی تاریخ وقت کے کس نقطے سے شروع ہوتی ہے''(۲۱)

جغرافیہ کلچر کا تیسرا تشکیلی عنصر ہے ۔اس سے مراد وہ مخصوص رقبہ ہے جس کی حدود میں اقوام اپنے کلچر کا آزادانہ اظہار کرتی ہیں۔اور ڈاکٹر وزیر آغا کے خیال میں:

> ''کلچر جغرافیہ کی پیداوار ہے۔جب کوئی خطہء ارضی قدرتی حد بندیوں کے باعث دوسرے خطوں سے کٹ جائے تو کچھ ہی عرصے میں زندگی کرنے کا ایک نیا اسلوب پیدا ہو جاتا ہے جو دوسرے خطوں کے اسالیب حیات سے مختلف ہوتا ہے۔''(۲۲)

ایک مکتبہِ فکر زبان کو بھی کلچر کے بنیادی عناصر میں شمار کرتا ہے کہ ممالک کا تہذیبی ، ثقافتی ، مذہبی اور علمی سرمایہ زبان میں محفوظ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر کے خیال میں''زبان اور کلچر ترازو کے دو پلڑے ہیں جو قومی اقدار کی میزان بنتے ہیں''(۲۳) اسی طرح ڈاکٹر جمیل جالبی کا ماننا ہے کہ''زبان چوں کہ ایک سماجی فعل ہے اس لیے معاشرے کا پورا کلچر زبان کے اندر ہی اپنا تار و پود بُنتا ہے۔۔۔کلچر زبان میں ظاہر ہوتا ہے اسی لیے زبان کلچر کی ایک اہم ترین علامت ہے۔''(۲۴) ڈاکٹر سید عبداللہ کی رائے بھی لائقِ مطالعہ ہے کہ''زبان قومیت کا امدادی عنصر تو ہوسکتا ہے مگر بنیادی نہیں''(۲۵) زبان کے لیے رسم الخط بھی ضروری ہے۔چوں کہ تحریر انسان کی سوچ کا ابدی اظہار ہے یوں اس کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔زبان کے لیے رسم الخط بھی ضروری ہے کہ پروفیسر ممتاز حسین (۲۶)اور سیّد سبطِ حسن اسے متمدن ہونے سے مشروط خیال کرتے ہیں۔''تحریر کا رواج بھی تمدن ہی کا مظہر ہے کیوں کہ وہ معاشرہ جوفنِ تحریر سے ناواقف ہو مہذب کہا جا سکتا ہے لیکن متمدن نہیں کہا جا سکتا۔''(۲۷)اور اس کے بعد فنون اور ان میں بھی خاص طور پہ ادب کلچر کی ترجمانی کا فریضہ سنبھالتا ہے۔ڈاکٹر محمد صدیقی ادب اور ثقافت کے تعلق کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے مضمون''ادب اور ثقافت'' میں لکھتے ہیں:

> ''ادب اور ثقافت کے رشتے اس قدر گہرے ہیں کہ ان پر جبریت کی تعریف صادق آتی ہے۔ غالباً اگر یہ کہا جائے کہ انسانی زندگی کا کل ثقافت ہے اور ادب اس کا ایک جزو ہے تو زیادہ غلط نہ ہوگا۔''(۲۸)

سماجی و رسومیاتی عناصر میں ان مظاہر کا شمار کیا گیا ہے جن کے معاملے میں عقیدہ یا تو خاموش رہتا ہے یا ان کی نفی

کرتا ہے مگر وہ جغرافیائی حالات کے تابع ہوتے ہیں۔ان میں طرزِ رہن سہن ، بود و باش ، رسوم و رواج اور توہمات جیسے عناصر قابلِ ذکر ہیں۔

کلچر کی بنیادی تعریف اور متذکرہ بالا تشکیلی عناصر کی روشنی میں جب ہم پاکستانیت کے خدو خال پر غور کرتے ہیں تو چند اہم نکات سامنے آتے ہیں۔ پاکستانیت کی اصطلاح لفظ پاکستان سے اخذ کی گئی ہے۔عام طور پر اس اصطلاح سے یہی مراد لی جاتی ہے کہ پاکستان کے وجود سے محبت اور اس کا تحفظ کرنے کی ذمہ داری کومحسوس کرنا پاکستانیت ہے۔با الفاظِ دیگر پاکستانیت ایک ایسے جذبے کا نام ہے جس کے تحت پاکستان کا جغرافیہ، تاریخ، ثقافت، روایت، عقاید اور تمدن سبھی کچھ آجاتا ہے۔ پاکستانیت کی اصطلاح کی تفہیم دوحوالوں سے کی جاسکتی ہے۔

اولاً اس ضمن میں کیے گئے نظریاتی وفکری مباحث اہم ہیں۔

ثانیاً پاکستانیت کے تشکیلی عناصر اہم ٹھہرتے ہیں۔

پاکستانیت کے نظریاتی وفکری مباحث کے حوالے سے ڈاکٹر سیّد عبد اللہ اپنے مضمون ''اردو ادب میں پاکستانیت کا مسئلہ'' میں یوں وضاحت کرتے ہیں:

> ''پاکستانیت محض سیاسی ، جغرافیائی اصطلاح نہیں بل کہ اس کے کچھ تہذیبی نظریاتی معانی بھی ہیں جن کا براہِ راست تعلق ہماری مسلم قومیت اور نظریہ پاکستان سے بھی ہے۔ پاکستانیت کسی علاقائی مزاج کا نام بھی نہیں بل کہ اس سے مراد ایک مجموعی مسلم مزاج ہے جو اپنی ہزار سالہ تاریخ میں کل مسلمانانِ ہند نے ایک بین الاقوامی اسلامیت کے تحت ڈھالا۔جس میں پوری اسلامی تہذیب آجاتی ہے۔'' (۲۹)

اسی طرح اکرام ہوشیارپوری تصنیف پاکستان اور پاکستانیت میں''پاکستانیت اسلام ہے'' تصور کرتے ہیں۔(۳۰) مگر سوال یہ ہے کہ کیا اسلام محض پاکستان میں ہے؟ کیا قیامِ پاکستان سے پہلے پاکستانیت نہیں تھی؟ یہ جذبہ تو پہلے بھی تھا مگر ۱۹۴۷ء سے پہلے یہ جذبہ صرف جذبہ اسلام تھا یا پھر محض یہ احساس تھا کہ مسلمان ہندوؤں سے یکسر مختلف ہیں۔ان کا ایک الگ تشخص تھا، اپنی روایت ، تاریخ اور ثقافت تھی۔محض جغرافیہ نہ تھا اور جب پاکستانیت ہی ابھی متشکل ہو رہی تھی تو اس کو نام کس طرح دیا جاسکتا تھا۔۱۸۵۷ء میں اس نے متشکل ہونے کے عمل کا صحیح معنوں میں آغاز کیا جو ۱۹۴۷ء میں مکمل صورت کے ساتھ سامنے آئی۔ ڈاکٹر جمیل جالبی کے خیال میں ۱۹۴۷ء سے پہلے پاکستان ایک قوم نہیں تھی ہمیں اسے ایک قوم بنانا ہے۔(۳۱) ثقافت کے حوالے سے محمد حسن عسکری اپنے مضمون ''پاکستان کا کلچر'' میں مختلف مکاتبِ فکر کا ذکر کرتے ہیں۔جن میں ایک مکتبہ فکر کے حامی حضرات کے خیال میں پاکستانیت نامی کسی اصطلاح کا وجود ہی نا پید ہے۔یہ گویا اسلامیت یا مسلمیت ہے جسے پاکستانیت کا نام دیا جاتا ہے۔قیامِ پاکستان کے بعد کچھ عرصے تک محمد حسن عسکری اسی نظریے کی بات کرتے رہے مگر پھر ان کے نقطۂ نظر میں تبدیلی آ گئی۔ان کے علاوہ نصیر الدین ناصر اور خلیفہ عبد الحکیم بھی اسی فکر کی تائید کرتے نظر آتے ہیں۔دوسرا مکتبۂ فکر پاکستانیت کو ۱۸۵۷ء سے منسوب کرتا ہے اور تیسرا ۱۹۴۷ء سے۔ڈاکٹر جمیل جالبی اسی

فکر کے علم بردار ہیں مگر وہ ''ہند اسلامی تہذیب'' کے بھی قائل ہیں۔ان کے علاوہ ایک مکتبۂ فکر ایسا ہے جو سرے سے پاکستان کے ہی خلاف تھا تو وہ پاکستانیت کا قائل کیوں کر ہوتا۔''اس نظریے کے ماننے والے ترقی پسند ذہن کے حوالے سے اس کا تعین کرتے ہیں۔ان کی نظر میں پاکستانی تہذیب کا کوئی وجود سرے سے نہیں۔ان کے نزدیک (چوں کہ تہذیب کا تعلق پنجابی زبان سے ہے) پنجابی، بنگالی، سندھی، پشتو اور بلوچی تہذیب تو ہوسکتی ہے تاہم پاکستانی تہذیب نہیں ہوسکتی۔''(۳۲) مگر حقیقت یہی ہے کہ پاکستانی ثقافت ''ہند اسلامی ثقافت'' ہے جس کی جڑیں وادی سندھ تک جاتی ہیں اور ''ہم پاکستان کے باشندے اس ''ہندمسلم ثقافت'' کے جانشین اور وارث ہیں جو اس برصغیر میں مسلمانوں کے ایک ہزار سالہ دورِحکومت میں یہاں کی فضا، مزاج، آب و ہوا اور میل جول کے زیر اثر پروان چڑھی ہے۔ جس میں عربوں کا مذہبی جوش اور آدرش بھی شامل ہے اور افغانوں، ایرانوں، ترکمانوں اور مغلوں کا مزاج بھی اور روح بھی''(۳۳)

ان مباحث کے تناظر میں دیکھیں تو پاکستان میں 'مذہبی کلچر' اسلامی اور 'قومی کلچر' پاکستانی ہے۔مگر کیا یہ دونوں کلچر الگ الگ ہیں؟ان میں کوئی ہم آہنگی نہیں؟ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ دونوں تہذیبیں آپس میں اس قدر مدغم ہیں کہ اب پاکستانی کلچر سے اسلامی کلچر کو الگ کرنا کارِمحال ہے۔ہمیں تسلیم کر لینا چاہیے کہ ہمارا کلچر پاکستانی ہے جس میں اسلامی عناصر بھی ہیں اور مقامی بھی۔اس حوالے سے ڈاکٹر محمد حسن عسکری نے اپنے مضمون ''پاکستان کا کلچر'' میں اسلامی تہذیب اور پاکستانی تہذیب کی گتھی کو سلجھانے کی کوشش کی ہے:

> ''اسلام نے چند بنیادی خیال پیش کر دیئے تھے اور مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ ان خیالات کو پیشِ نظر رکھ کر دنیا کے ہر حصے سے علم حاصل کرو۔ جو اور کو آتا ہو وہ ان سے سیکھو، جو تمھیں آتا ہو اور کو سکھاؤ۔سچے اسلامی کلچر کی بنیاد تو یہ ہے۔اس کا مطلب عربوں جیسا لباس نہیں ہے بل کہ بنیادی خیالات اور تصورات۔اور یہ تصورات لازمی طور پر پاکستانی کلچر کا جزو ہوں گے۔ان سے پاکستان انحراف کر ہی نہیں کرسکتا۔(۳۴)

اس اعتبار سے پاکستانی اور اسلامی کلچر کی بحث کو ایک کنارا مل جاتا ہے۔احمد ندیم قاسمی اس حوالے سے مزید صراحت کرتے ہیں۔اپنے مضمون ''حسن و جمال کا مفہوم محدود نہیں'' میں وہ لکھتے ہیں:

> ''۔۔۔۔جتنے اسلامی ممالک اس وقت کرۂ ارض پر موجود ہیں ان کی تہذیبیں اگر بعض بنیادی امور میں مماثل ہیں تو بعض تفاصیل میں مختلف بھی ہیں۔اسلامی ممالک کی تہذیبی مماثلتیں اگر تہذیب کے اسلامی تصور کی پیداوار ہیں تو ان تہذیبوں کے اختلافات ان ملکوں کی ہزاروں برس کی تاریخ، وہاں کے خاص معاشرے، خاص معشیتی رشتوں، خاص آب و ہوا اور خاص مٹی کی تخلیق ہیں۔''(۳۵)

کہا جا سکتا ہے کہ پاکستانی تہذیب اسلامی عناصر پر استوار ہے مگر یہ کلی طور پر اسلامی نہیں ہے۔ اس نے خود کو جغرافیائی حالات اور مقامی رسوم و رواج کے مطابق بھی ڈھالا ہے۔اس کی روح اسلامی اور لباس پاکستانی

ہے۔اعجاز فاورقی اپنے مضمون ''ثقافت۔قرآن کی روشنی میں'' میں اسلامی ثقافت کے چھے بنیادی عناصر کا تذکرہ کرتے ہیں۔ا۔خدا کے سوا کوئی معبودنہیں ۲۔محمدﷺ خدا کے آخری نبی ہیں ۳۔حق کی فتح لازمی ۴۔تمام انسان برابر ہیں ۵۔رزقِ حلال ۶۔نکاح (۳۶) گویا ''جسے اسلامی ثقافت کہتے ہیں اسے مسلمان اقوام کی ثقافت کہنا چاہیے جو نہ کبھی یک رنگ رہی ہے اور نہ ہوسکتی ہے۔'' (۳۷) کیوں کہ جس ملک میں اسلام پہنچا اسلام کی وجہ سے وہاں چند ایک باتیں، چند ایک خوبیاں یا اوصاف پیدا ہوئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہاں کی مقامی تہذیب تباہ نہیں ہوئی بل کہ اس کی ترمیم ہوئی۔نتیجہ اس کا یہ ہے کہ جتنے اسلامی ممالک ہیں ان کی تہذیب الگ ہے۔اگرچہ ان میں اسلامی خصائص مشترک ہیں۔'' (۳۸)

پاکستانیت کے تشکیلی عناصر کے حوالے سے بھی متضاد آرا ہیں۔ابھی تک یہی فیصلہ نہیں کیا جا سکا کہ پاکستانیت کا آغاز ظہورِ اسلام سے ہوا یا محمد بن قاسم کی برِعظیم آمد سے،اسے ۱۸۵۷ء سے اپنا تسلیم کرنا ہے کہ ۱۹۴۷ء سے۔اس میں شک نہیں کہ تاریخ اقوام کا ماضی ہے اور ماضی کے بہت سے واقعات ہماری وطنیت کی روح سے متضاد ہیں مگر وہ متضاد واقعات بھی ایسی کلیدی حیثیت رکھتے ہیں کہ مستقبل کے حالات کا سبب بنتے نظر آتے ہیں۔اس حوالے سے ڈاکٹر محمد علی صدیقی اپنے مقالے ''قومی تشخص اور ثقافت'' میں لکھتے ہیں:

> ''وحدتِ پاکستان کا بنیادی فلسفہ یہی ہے کہ یہ وہ وطن ہے جہاں رنگارنگی کے ساتھ عدل و انصاف کی حکمرانی کے ذریعے ایسا سماج پروان چڑھے گا جو نہ اپنی تاریخ کا منکر ہوگا نہ اپنے مذہب کا اور نہ اپنے مستقبل کا۔تاریخ اور مذہب کے مابین اشتراک سے ایک ایسا شخص جنم لیتا ہے جو ہر قسم کے تضاد سے پاک ہوتا ہے۔میری ناچیز رائے میں اگر اس حقیقت کو تسلیم کر لیا جائے کہ پاکستان کا حال اس کے ماضی کے بطن سے پھوٹا ہے اور اس کا مستقبل زمانہ حال کی کارفرمائیوں سے ترتیب پائے گا تو ہمارا ابہام Confusion دور ہوسکتا ہے۔'' (۳۹)

پاکستانیت کے خد و خال متعین کرنے میں پاکستان کے کلچر کا کلیدی کردار ہے۔اسی کلچر کے بل بوتے پر اس ملک نے اپنی شناخت بنائی ہے۔ثقافتی حوالے سے پاکستانیت درج ذیل اجزا کا مجموعہ ہے:

عقیدہ: ثقافت کا اساسی عنصر ہے۔عقیدے کے اعتبار سے پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔جس کی بنیاد کلمہ طیبہ پر رکھی گئی ہے کہ یہاں اکثریت کا مذہب اسلام ہے اور اسلام محض ایک مذہب نہیں بل کہ مکمل ضابطہ حیات ہے۔توحید، روزہ، نماز، زکوۃ، حج، خدا پر ایمان، رسولوں پر ایمان، الہامی کتابوں پر ایمان، روزِ محشر پر ایمان، مرنے کے بعد زندہ کیے جانے پر ایمان۔ان عقاید پر تمام پاکستانیوں کا ایمان ہے۔نیز پاکستانی کلچر میں حقوق و فرائض اور اقدار و اخلاقیات کا پورا نظام ہے۔جس کی اساس اسلام ہی ہے۔

تاریخ: اپنے تاریخی نقوش کے اعتبار سے پاکستانیت انفرادیت کی حامل ہے کہ اس مملکت کی تاریخ ہند اسلامی تہذیب و ثقافت کی علم بردار ہے۔جو مطالبہ پاکستان کا محرک بنی۔یوں تاریخی اعتبار سے ایک طرف پاکستانیت کے سرے ظہورِ اسلام، محمد بن قاسم کی برعظیم آمد سے ملتے ہیں۔مگر اس اسلامی تہذیب میں بھی دوسری

تہذیبوں کی ملاوٹ تھی کہ'' اس اسلامی تہذیب کے دوش پر سمیر، بابل، مصر اور کلدان کی قدیم تہذیبوں کا بوجھ تھا۔''(۴۰) دوسری طرف پاکستان کے خطے کی تاریخ ہے جو موئن جوڈارو اور ہڑپہ تک جاتی ہے۔منیر احمد شیخ اپنے مضمون''پاکستان میں قومی تشخص کا بحران'' میں اس حوالے سے مدلل لکھتے ہیں:

> ''تہذیبی حوالے سے دو چیزیں ہوا کرتی ہیں۔ ایک زمینی رشتے اور دوسرے ذہنی و روحانی رشتے۔ زمینی رشتے کے حوالے سے جس خطے کو پاکستان کہا جاتا ہے، اس سر زمین کی تاریخ موئن جوڈارو ہڑپہ اور ٹیکسلا کی قدیمی روایات سے پھوٹی اور یہاں کی علاقائی روایات میں رچتی بستی ہم تک پہنچی۔'' (۴۱)

جغرافیہ: جغرافیے کے اعتبار سے پاکستان پانچ صوبوں پر مشتمل ہے۔ پنجاب، سندھ، سرحد، بلوچستان اور گلگت بلتستان۔آخری صوبہ انتظامی معاملات کی سہولت کے لیے بنایا گیا۔باقی چاروں کا اپنا علاقائی مزاج ہے جو مل کر پاکستانیت کی تشکیل کرتا ہے کہ ان چاروں مزاجوں کی روح مشترک ہے۔''ہمارا ملک رنگا رنگ کلچروں کا نمائندہ ہے۔ہر دس کوس پر رنگ بدل جاتے ہیں اور ہر سو کوس پر یہ رنگ بالکل مختلف ہو جاتے ہیں۔''(۴۲) کلچر کا جغرافیائی عنصر اہم ہونے کے ساتھ ساتھ حساس نوعیت کا بھی ہے۔اس میں شک نہیں کہ''قومی ثقافت کے ارتقا اور ترقی کے لیے قومیت کے احساس کی ضرورت ہے اور اس کے لیے لینڈ اسکیپ سے محبت، کوئی شخص بھی اپنے لینڈ اسکیپ کے سلسلہ میں غریب نہیں ہوتا۔''(۴۳) مگر یہی محبت جب ایک حد سے بڑھ جائے اور اسکے باعث''ملت یا قوم کلی اور مرکزی حیثیت کو ثانوی حیثیت حاصل ہو جائے اور لوگ اپنے علاقے کے مفادات کو سب سے پہلے سوچیں اور اس کو ہر شے پر مقدم جانیں''(۴۴) تو یہ قومیت کے لیے تشویش کا باعث ہے۔اسے علاقائیت کہتے ہیں اور پاکستانیت آج کل اس مسئلے سے بھی دو چار ہے۔

زبان و ادب وفنون: بھی پاکستانیت کا ایک کلیدی عنصر ہیں۔'دوقومی نظریۂ اور تحریکِ پاکستان میں'اردو ہندی تنازعہ' سنگِ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔اس لیے پاکستانیت کے حوالے سے زبان کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔اردو زبان پاکستانی کلچر کی داستان کو خود میں سموئے ہوئے ہے۔گویا اردو زبان پاکستانی کلچر اور ثقافت کی امین ہے۔اردو اور دیگر علاقائی زبانوں کا رسم الخط نستعلیق ہے جس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ''مسلمان بولیوں کو ایک دوسرے سے ملانے کا سب سے بڑا ذریعہ اس کا مشترک رسم الخط ہے۔''(۴۵) ادب فنون میں تہذیب کا سب سے بڑا علم بردار ہے یوں پاکستانی ادب پاکستانیت کا موثر ترین اظہار ہے۔ادب کے علاوہ مصوری، فنِ تعمیر، رقص و موسیقی اور ڈراما بھی پاکستانی تہذیب کے عکاس تصور کیے جاتے ہیں۔فنِ تعمیر میں وسعت اور کشادگی، رقص و موسیقی میں لوک گیت، ٹپے، ٹھمریاں، رباعیاں، دھمال، لڈی پاکستانی ثقافت سے مخصوص ہیں۔ اسی طرح کیلی گرافی بھی پاکستانی ثقافت میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ڈاکٹر نزاکت جہاں تیموری اپنے مضمون''ہمارا تہذیبی ورثہ'' میں بجا لکھتے ہیں کہ''مسلمانوں نے اپنے ابتدائی دور میں مصوری کی طرف توجہ نہیں کی لیکن اس کی کمی انھوں نے خطاطی میں کمال حاصل کر کے پوری کر دی۔خطاطی کی تاریخ میں کوئی دوسری قوم اس فن میں مسلمانوں کے

مقابلہ کا دعویٰ نہیں کر سکتی اور ایران و ہندوستان کے مشہور خطاطوں کی لکھی ہوئی وصلیاں ، قطعات ، کتابیں اور متفرق تحریریں آج بھی ہیروں کے مول بکتی ہیں۔'' (۴۶)

رسومیاتی و سماجی عناصر بھی پاکستانیت کو ایک منفرد مقام عطا کرتے ہیں۔ ہمارے رسوم و رواج ، توہمات ، پہناوے، میلے ٹھیلے، اور ہمارے کلچر کی لوک داستانیں سب انہی عناصر کی وجہ سے ہیں۔

مجموعی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ کلچر کو ہم تہذیب، ثقافت یا تمدن جو بھی نام دیں اس کا منصب و مدعا ایک قبیلے اور قوم کو دوسرے قبیلے اور قوم سے منفرد پہچان عطا کرنا ہے۔ یہ ایک ایسی نادیدہ قوت ہے جو انسان کو ہر لمحہ اپنے حصار میں لیے رکھتی ہے۔ کلچر کا ہر عنصر اقوام کے شعور و لاشعور کا حصہ ہوتا ہے گویا ثقافت میں اقوام کے تمام افراد کسی نہ کسی سطح پر شامل ضرور ہوتے ہیں۔ مذہب جیسے حساس عنصر سے لے کر کھانا کھانے جیسے بے ضرر و عام عناصر سبھی کلچر میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اس لیے ہر فرد جہاں ایک مخصوص ثقافت کا حصہ ہوتا ہے وہیں اُس ثقافت کا علم بردار بھی ہوتا ہے یوں ثقافت کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔ ثقافتی تشکیل میں دوسری اہم خصوصیت مجموعی طرز فکر وعمل میں یکسانیت کی ہے۔ گویا ثقافت اپنے مزاج کے اعتبار سے اجتماعیت کی متقاضی ہے۔ ثقافت ایسا غیر مرئی ہیولیٰ ہے جس کے حصار میں اقوام احساس تحفظ سے سرشار رہتی ہیں۔ یہ غیر مرئی ہیولیٰ چوں کہ اُن کی منفرد شناخت کا آلہ کار ہے اس لیے وہ اسے بے حد عزیز خیال کرتے ہوئے اُن تمام سرگرمیوں سے گریز کرتے ہیں جو ان کے ثقافتی نظام سے متصادم ہوتی ہیں۔ اقوام چوں کہ اسی ثقافت کے بل پر پہچانی جاتی ہیں اور خود کو تسلیم کرواتی ہیں اس لیے کسی قوم کے لیے اپنے ثقافتی نظام کی وہی اہمیت ہے جو بدن کے لیے روح کی۔ اربابِ دانش کا تو یہاں تک ماننا ہے کہ اب اقوام اپنی ثقافت، اپنے "Way of Life" کو بچانے کے لیے جنگیں کریں گی کہ اقوام کو اپنے اسی "Way of Life" میں انفرادی تشخص کی ضمانت ملتی ہے۔

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے ۔۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کے تاریخ ساز دن ایک ایسی قوم فاتح قرار پائی جو اپنے "Way of Life" کو بچانے کے لیے ہندوستان کی بت پرستی اور یورپ کے جھوٹے اقتصادی و انقلابی مزاج کے سامنے سینہ سپر ہوئی۔ وہ '' دوقومی نظریہ'' جو تخلیق پاکستان کا محرک بنا اُس کی روح میں بھی یہ ثقافتی احساس جلوہ گر تھا کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں ۔ سر سید احمد خان کی مصالحتی فکر، علامہ محمد اقبال کے افکار خودی یا قائداعظم محمد علی جناح کی تقاریر میں سے جسے چاہیں اٹھا کر دیکھ لیجیے، پرکھ لیجیے اُن کی اساس یہی ثقافتی تفاوت تھا جو دوقومی نظریئے کی روح ہے۔ پاکستانی ثقافت جو اپنے مزاج کے اعتبار سے نہ مکمل اسلامی ہے نہ مکمل ہندی، غالبًا اسی لیے مفکر اسے 'ہند اسلامی ثقافت' کا نام دیتے ہیں جو اپنی روح کے اعتبار سے اسلامی اور بدنی حوالے سے ہندی آمیز ہے۔ یہی ہند اسلامی تہذیب اب پاکستانی کلچر کہلاتا ہے جو چار علاقائی ثقافتوں سے مل کر تشکیل پذیر ہوتا ہے ۔ دانش وروں نے پاکستانیت کی اصطلاح میں پاکستانی ثقافت کی اہمیت کو خاصے مدلل انداز میں واضح کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہی کلچر پاکستان کے وجود کا اظہار اور ہمارے تشخص کا ضامن ہے۔ پاکستانی کلچر اور اس کے وجود سے انکار کرنے والے افراد دراصل وہ عاقبت نا اندیش ہیں جن کی پاکستانیت یا تو ادھوری ہے یا پھر مشکوک، ورنہ حقیقت

پسندانہ انداز میں دیکھیں تو پاکستانی کلچر ہمارے کردار کا ساتھی اور تشخص کا حوالہ ہے۔ اپنے قومی وجود کے اثبات کے لیے، اپنی اس پہچان اور شناخت کا تحفظ ہر پاکستانی کی ذمہ داری ہے۔ پاکستانی کلچر کے خدوخال کی حدود متعین کرتے رہنا، اس کے اظہار و ابلاغ اور نشر و اشاعت کے لیے کاوشیں کرنا ہر پاکستانی کا فرض ہے۔

حوالہ جات:

(۱) اشتیاق احمد، (مرتب): کلچر–منتخب تنقیدی مضامین، لاہور: بیت الحکمت، ۲۰۰۷ء، ص ۱۷۰

(2) Mathew Arnold: *Culture and Anarchy Combridge*: University Press, 1954, Pg11

(۳) وحیدالزماں قاسمی کیرانوی: القاموس الوحید، کراچی: ادارہ اسلامیات، س ن، ص ۲۱۸

(۴) شاہد حسین رزاقی (مرتب): مقالاتِ حکیم، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۶۲ء، ج ۳، ص ۱۰۹

(۵) سبحان محمود صاحب مظاہری، مولانا (نظر ثانی و تحقیق): المنجد، کراچی: دارالاشاعت، ۱۹۹۴ء، طبع بازدہم، ص ۲۱۸

(۶) خواجہ عبدالحمید (مولف): جامع اللغات، لاہور: اردو سائنس بورڈ، ج ۱، س ن، ص ۳۵۷

(۷) ایضاً، ص ۱۵۳۷

(۸) ترجمہ: ایسا مذہبی گروہ جو کسی مخصوص پیشوا کا پیروکار ہو اور جس کے اعتقادات منفرد، عجیب یا ضرر رساں ہوں۔ دیکھیے:
Collines Cobuild English Language Dictionary, Collins Publishers, 1992, Pg 334.

(۹) اشتیاق احمد (مرتب): کلچر: منتخب تنقیدی مضامین، ص ۱۷۱، ۱۷۲

(۱۰) جمیل جالبی، ڈاکٹر، (مرتب): اردو لغت تاریخی اصول پر، کراچی: اردو لغت بورڈ، ج ۱۵، ۱۹۹۳ء، ص ۳۷

(۱۱) جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب): قومی انگریزی اردو لغت، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۴ء، ص ۵۰۰

(۱۲) مشمولہ علامت، لاہور: جنوری ۱۹۹۳ء، ج ۴، ش ۱، ص ۱۸

(13) *The New Lexican Websters Dictionary of English Language*, New York: Lexican Publications, 1989, Pg 235.

(۱۴) سید احمد دہلوی (مولف): فرہنگ آصفیہ، لاہور: مکتبہ حسن لمیٹڈ، ۱۹۰۸ء، ج: ۱، ص ۶۴۴

(15) *Collins Cobuild English Language Dictionary*, Pg 244.

(۱۶) شاہد حسین رزاقی (مرتب): مقالاتِ حکیم، جلد سوم، ص ۱۱۹

(۱۷) سید عبداللہ، ڈاکٹر: پاکستان تعمیر و تعبیر، لاہور: خیابانِ ادب، ۱۹۷۷ء، ص ۱۰۸

(۱۸) مشمولہ ارتقاء (پروفیسر احتشام حسین نمبر)، کراچی: ۱۹۹۳ء، ص ۲۲۰، ۲۲۱

(۱۹) فیض احمد فیض: پاکستانی کلچر اور قومی تشخص کی تلاش، لاہور: فیروز سنز، س ن، ص ۱۱

(۲۰) جمیل جالبی، ڈاکٹر: پاکستانی کلچر، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۷ء، ص ۶۴
(۲۱) فیض احمد فیض، پاکستانی کلچرا ور قومی تشخص کی تلاش، ص ۱۹، ۲۰
(۲۲) وزیر آغا، ڈاکٹر: تنقید اور مجلسی تنقید، لاہور: القمر انٹر پرائزز، س ن، ص ۱۲۳
(۲۳) سلیم اختر، ڈاکٹر: ادب اور کلچر، لاہور: مکتبہ عالیہ، س ن، ص ۲۱۴
(۲۴) جمیل جالبی، ڈاکٹر: پاکستانی کلچر، ص ۱۸۵، ۱۸۶
(۲۵) سید عبداللہ، ڈاکٹر: پاکستان تعمیرو تعبیر، ص ۱۲
(۲۶) ممتاز حسین، پروفیسر: ادب اور شعور، کراچی: ادارہ نقد ادب، ۱۹۹۲ء، ص ۱۸۹
(۲۷) سید سبط حسن: ماضی کے مزار، مطبع ندارد، ص ۲۴
(۲۸) مشمولہ افکار، (منتخب مضامین نمبر) کراچی: ۱۹۹۵ء، سال ۵۱، ش ۱-۲، ص ۲۷۱
(۲۹) رشید امجد، فاروق علی (مرتبین): پاکستانی ادب، راول پنڈی: فیڈرل گورنمنٹ سرسید کالج، ۱۹۸۱ء، ص ۵۴۱
(۳۰) اکرام ہوشیار پوری: پاکستان اور پاکستانیت، لاہور: عفرا پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء، دیباچہ
(۳۱) جمیل جالبی، ڈاکٹر: پاکستانی کلچر، ص ۶۰
(۳۲) سجاد باقر رضوی: تہذیب و تخلیق، لاہور: مکتبہ جدید، ۱۹۶۶ء، ص ۷۰
(۳۳) جمیل جالبی، ڈاکٹر، پاکستانی کلچر، ص ۷۰، ۷۱
(۳۴) شیما مجید (مرتب): مقالات محمد حسن عسکری، لاہور: علم وعرفان پبلشرز، ۲۰۰۱ء، ص ۴۸
(۳۵) احمد ندیم قاسمی: تہذیب و فن، لاہور: پاکستان فاؤنڈیشن، ۱۹۷۵ء، ص ۹۶
(۳۶) اعجاز فاروقی: پاکستان کا فکری بحران، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۷۵ء، ص ۴۵، ۴۶، ۴۷
(۳۷) شاہد حسین رزاقی (مرتب): مقالاتِ حکیم، ص ۱۱۰
(۳۸) فیض احمد فیض: پاکستانی کلچر اور قومی تشخص کی تلاش، ص ۳۵
(۳۹) خالد سعید بٹ، ڈاکٹر (مرتب): قومی تشخص اور ثقافت، اسلام آباد: ادارہ ثقافت پاکستان، ۱۹۸۳ء، ص ۹۹
(۴۰) سید محمد تقی: ہندوستان: پس منظر و پیش منظر، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء، ص ۲۶
(۴۱) مشمولہ فنون، ستمبر اکتوبر، ۱۹۸۴ء، لاہور: شمارہ ۲۱، ص ۷۰، ۷۱
(۴۲) خاور جمیل (مرتب): ادب، کلچرا ور مسائل، کراچی: رائل بک کمپنی، ۱۹۸۶ء، ص ۳۱۰
(۴۳) مشمولہ نیا دور، کراچی: س ن، ش ۵۳، ۵۴، ص ۲۶۷
(۴۴) سید عبداللہ، ڈاکٹر: پاکستان تعمیر و تعبیر، ص ۸۲
(۴۵) رشید امجد، فاروق علی (مرتبین): پاکستانی ادب، ص ۴۹، ۵۰
(۴۶) مشمولہ فنون، لاہور: ۱۹۶۷ء، ج: ۵، ش: ۸، ص ۴۸